



سوال

(72) نہری اور برساتی زمین میں فرق

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وہ زمین جو نہر کے پانی سے پلائی جائے اور وہ زمین جسے بارش سے آباد کیا جائے ان کی پیداوار پر کتنی زکوٰۃ فرض ہے۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیح السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((عن ابی صلی اللہ علیہ وسلم أنه قال فیما سمت السماء والسمون وكان عشرا عشر ما ستی بالفتح نصف العشر)) صحیح البخاری: کتاب الزکوٰۃ باب العشر فیما ستی من ماء السماء والماء البخاری رقم الحدیث ۱۴۸۳۔

”یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس زمین کو بارش یا چشموں کے ذریعے پانی پلایا جائے یا لیسے درخت ہوں جن کی جڑیں نوٹھو زمین سے اپنی حاصل کریں (یعنی ان کو اوپر سے پانی پلانے کی ضرورت نہ ہو) تو ان سب کی پیداوار پر عشر (دسواں حصہ) زکوٰۃ لاگو ہوگی۔“

اور فرمایا کہ جس زمین کو جانوروں وغیرہ کی محنت سے سیراب کیا جاتا ہو (یعنی کھینچ کر پانی پلایا جائے) تو اس صورت میں اس کی پیداوار پر نصف العشر یعنی بیسواں حصہ زکوٰۃ لاگو ہوگی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس زمین کو بارش سیراب کرے اس کی پیداوار پر عشر (دسواں حصہ) زکوٰۃ ہے۔

باقی رہا سوال کا دوسرا حصہ یعنی وہ زمین جسے نہر سے پانی پلایا جائے۔ اس کی پیداوار پر کتنی زکوٰۃ ہے تو ظاہر ہے کہ ایسی زمینیں ان زمینوں سے تعلق رکھتی ہیں، جن کے متعلق حدیث میں ہے کہ ان کو جانوروں کے ذریعے پلایا جائے ان کی پیداوار پر بیسواں حصہ زکوٰۃ لاگو ہوگی۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ نے اس مسئلہ میں انسان کی محنت و مشقت کو مد نظر رکھا ہے

یعنی جس زمین کو سیراب کرنے کے لیے پانی لانے میں زیادہ مشقت اور تکلیف درکار ہے اس کی پیداوار پر بیسواں حصہ اور جس زمین کو آباد کرنے کے لیے پانی لانے میں زیادہ مشقت و محنت نہیں کرنی پڑتی بلکہ پانی ان خود اوپر سے اترتا ہے اور زمین کو سیراب کر دیتا ہے مگر اس کے برعکس جس زمین کو سخت محنت و محنت حاصل کرنا سیراب کرتا ہے تو شریعت نے اس کی محنت پر رحم و کرم کرتے ہوئے اس پر زکوٰۃ بھی کم رکھی ہے۔ چونکہ آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں نہروں والے پانی کا سسٹم نہیں تھا بلکہ جانوروں کے ذریعے پانی نکال کر زمینیں سیراب کی جاتی تھیں اس لیے آپ نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا مگر علماء حقہ نہروں والے پانی سے سیراب کی گئی زمینوں کو ان کے ساتھ ملحق سمجھا ہے، کیونکہ ان میں بھی سخت محنت کرنی پڑتی ہے جیسا کہ نہر کی کھدائی، صفائی اور آبیانہ دینا جس کا مطلب ہے کہ پانی بیسواں حصہ کے ساتھ خریدنا پڑتا ہے لہذا اگر اتنی محنت اور خرچ کے بعد بھی اس پر اتنی زکوٰۃ مقرر کی جائے تو پھر آبادگاروں کے لیے تکلیف والا بھاری بن جائے گی اور شریعت کسی پر بھی اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتی:



لَا يَكْفُفُ لَدُنْفِنَا إِلَّا وُضْعُنَا (البقرة: ۲۸۶)

”اللہ تعالیٰ کسی پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت کے مطابق۔“

لہذا ایسی زمینوں پر یسواں حصہ زکوٰۃ لاگو ہوگی کافی عرصہ پہلے مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے تنظیم اہلحدیث اخبار بھی ایسا فتویٰ دلائل کے ساتھ شائع ہوا تھا وہ مضمون میں نے پڑھا تھا ممکن ہے کہ دفتر تنظیم اہلحدیث سے وہ شمارہ مل جائے۔

بہر حال علماء اہلحدیث کے محققین موجودہ سرشتہ زمینوں پر بھی نصف عشر یسواں حصہ زکوٰۃ سمجھی ہے اور دلائل سے بھی یہ مسلک صحیح سمجھ میں آتا ہے۔
حدا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدہ

صفحہ نمبر 398

محدث فتویٰ